بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت خلیفۃ المسیح کی سفرِ کشمیر سے مراجعت

ہوا فضل خدا ہم پر ہمارا پیشوا آیا
بحمد اللہ ہمارے درد کی لیکر دوا آیا

مہینوں ہم رہے جسکی جدائی میں پریشاں دل
جو یوسف تھا ہمارا دیکھ لو وہ [illegible] آیا

کریں شکر خدا ہم جسقدر بھی آج تھوڑا ہی
ہماری راحت و آرام دل کا مدعا آیا

یہ دن اپنے لئے ہے یوم العید سے بڑھکر
مرادیں دل کی آئیں بر زیارت کا مزا آیا

نظر آئی سواری دور سے جب اپنے ہادی کی
قدم بوسی کی خاطر دوڑ کر چھوٹا بڑا آیا

(اخبار احمدیہ پریس قادیان با ہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر و پبلشر کے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سنو اے طالبو بادِ صبا مژدہ سناتی ہے — خدا کا فضل لیکر ساتھ ابن میرزا آیا

جہالت کی شب تاریک تھی چھائی ہوئی جگ میں — کہ جسکے دور کرنیکو یہ قمر الانبیاء آیا

خزاں کے دن گئے آئی بہار اب اپنے گلشن میں — خوشی سے چہچہاؤ بلبلو پیک صبا آیا

حقیقت کیا ہے اسکے سامنے لعل بدخشاں کی — نرالی کان ہے جس سے یہ دُرِ بے بہا آیا

نہ کیونکر دھوم ہو ہر چار سو محمود احمدؐ کی — کہ جسکے باپ کے حق میں سلام مصطفےٰ آیا

نظام الدین عاصی پر نگاہِ لطف ہو حضرت — کہ یہ بھی بن کے آخر آپکے در کا گدا آیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحکم کا غیر معمولی پرچہ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۱ء

جو بتقریب تشریف آوری عالی جناب جلالت مآب خلافت پناہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی قادیان سے شایع ہوا ہے

آمد محمود پر بلبلیں کرتی ہیں شور — مرحبا یا سیدی اہلاً و سہلاً مرحبا

قطعہ

اے آمدنت باعث آبادی ما

ذکر تو بود زمزمہ شادی ما

۲۹ ستمبر ۱۹۲۱ء کا دن ساکنین الدار اور مہاجرین دارالامان کے لئے ایک خاص فضل اور برکات لے کر آیا۔ جو کہ حضرت سیدنا و مرشدنا مرزا بشیر الدین محمود احمدؐ خلیفۃ المسیح کا قافلہ لایا ۔

میں حضرت امیر المومنین فضل عمر کے حضور اس کامیابی مراجعت پر مبارکباد عرض کرتا ہوں ۔

اور اس خوشی میں خاندان نبوت کے ممبروں سے باادب التجا کرتا ہوں ۔ کہ وہ وابستہ دامن کے لئے دعا کریں اور اس عاجز کے لئے بھی ۔ کہ حسنات دنیا و آخرہ سے بہرہ ور فرمائے ۔

آمین

خاکسار

حضور کا ادنیٰ خادم شیخ محمد ابراہیم علی احمدی ابن تراب احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحکم
قادیان دارالامان - ۲۸ ستمبر ۱۹۲۱ء سنہ ۶

سنہ ۱۳۴۰ ہجری کا آغاز

(ہمارا فرض)

۱

چودھویں صدی ہجری کا چالیسواں سال بھی شروع ہو گیا - مگر منتظر اسلامی جماعت کا سر صدی آنے والا مجدد نہ آیا - مسلمانوں کی مصیبتوں کی انتہا ہو گئی - لیکن آسمان سے اترنے والا مسیح اور غار سے نکلنے والا مہدی ظاہر نہ ہوا - اور اب کوئی امید باقی نہیں - اسی مایوسی کا نتیجہ ہے کہ چودھویں صدی کے کم از کم اسلامی ہند کا

رہنما ایک ہندو ہے

اور مسلمانوں کے علماء کی جماعت اپنے طرز عمل کے لئے اس سے فتویٰ مانگتی ہے - مسلمانوں کی یہ پستی اور گراوٹ ایک درس عبرت ہے - ان کے لئے جو دل رکھتے ہیں - دل درد مند اور آنکھ رکھتے ہیں - چشم بینا

۲

احمدی جماعت ہی خدا کے فضل و کرم سے ایک اسلامی جماعت ہے - جو خدا تعالے کے وعدوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ چکی ہے - اس نے سر صدی پر آنے والے مجدد کو پایا - اور پہچانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبشر و موعود مسیح و مہدی کو دیکھا - اور اس کی اطاعت کی اس اپنی ہدایت و رہنمائی کے لئے کسی غیر مذہب کے فرد کی ضرورت نہیں - بلکہ وہ مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی جانشین کے تبیع اور اس کے ساتھ ہے - جس کو ان اضطراب کی گھڑیوں میں بھی ایک سکون اور اطمینان حاصل ہے -

لیکن کیا مسیح و مہدی کی محض شناخت و بیعت یا اس کی جماعت میں داخل ہونے کی عزت ایک ایسی چیز ہے - کہ اس کی ذمہ واریوں کو کم کر دے - یا اس ابتلائے عظیم کے عہد میں اس کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہو گیا ہے ؟ یہ ایک سوال ہے - جس پر ہم کو غور کرنا ہے -

۳

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا میں شہزادہ امن ہو کر آئے تھے - لیکن دنیا میں ایک عام بے چینی پائی جاتی ہے - پس اس بے چینی کو امن کے ساتھ تبدیل کرنا ہمارا زبردست فرض ہے - یہ غرض اس وقت تک پوری نہیں ہو سکتی - جب تک احمدیت کے اغراض و مقاصد کی عام عملی تبلیغ نہ ہو - اور احمدیت کی عملی تبلیغ اس وقت ایک زبردست قربانی کا مطالبہ ہم سے کر رہی ہے کہ جس پر اسلام کا احیاء اور سلسلہ عالیہ کا بقا ہے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احیاء اسلام کے لئے ایک ذبح عظیم کی ضرورت بتائی اور فرمایا - کہ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے - اور وہ کیا ؟

ہمارا اسی راہ میں مرنا

پس ایک احمدی کا نصب العین جب تک یہ نہیں ہو جاتا کہ تبلیغ ہدایت اور اشاعت احمدیت کے لئے ہر ایک موت کو قبول کرنے کے لئے طیار رہے - اس وقت تک وہ غرض و غایت پوری نہیں ہو سکتی .

۴

یہ مہینا جو محرم الحرام کا مہینہ ہے - یہ بھی صداقت اور حق کے لئے ایک عظیم الشان قربانی کی یادگار ہے - کئی سال گذرتے ہیں - میں نے محرم الحرام پر ایک مضمون لکھا میری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غرض جماعت کو اخلاص میں کوہ وقار اور صداقت کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے آمادہ رہنے کی تعلیم دینا تھا مگر ایک نادان نے (جس کے لئے خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کو بمقام گورداسپور ۱۹۰۴ء میں وحی ہوئی تھی - کہ...... عقل نہیں چھوڑ گئے) اس کو خلافت ثانیہ کی ٹیپڑی جمانا قرار دیا - حالانکہ خیالی خلافت کی ٹیپڑی جمانے والوں کو ناکامی اور نامرادی کا ہونا لازمی امر ہے - اس لئے کہ

خلیفہ خود خدا بناتا ہے

انسانی تجاویز کسی کو خلیفۃ اللہ نہیں بنا سکتی نہیں - بہرحال یہ مہینا ہمارے لئے ایک درس عبرت ہے - اور حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی پاک زندگی ایک اسوہ حسنہ ہے - اظہار حق اور ثبات علی الحق کا

۵

ہماری جماعت کی حالت اس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح ہر طرف سے اعدائے ملت میں گھری ہوئی ہے - اس زمانہ کے مسلمان اور ان کے رہنما علماء محض اس وجہ سے دشمن ہو رہے ہیں - کہ ان کی عملی اور اعتقادی غلطیوں کا اظہار کیوں کیا جاتا ہے - عیسائیت کی دشمنی کا باعث تو نمایاں ہے - کہ اس سلسلہ کی بعثت کی غرض اوّل دنیا کو صلیب پرستی اور مردہ پرستی کی لعنت سے نجات دلانا ہے ہندوؤں کے مختلف فرقے خصوصاً آریہ سماجی حضرات (جو وہی زیادہ تر آج کل کی سیاسی تحریکوں کے سرگرم رکن ہیں) سب سے تلخ تر دشمن ہیں - کہ اس خیالی مذہب کی موت کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی - اور جو کمال صفائی کے ساتھ پوری ہو رہی ہے - اور مکہ معظمہ کی دیواروں پر اوم کے جھنڈے گاڑنے کے مدعی اپنی مذہبی تبلیغ واشاعت کو خیرباد کہکر گاندھی جی کی اتباع میں سیاسی قیدیوں کی حیثیت سے جیل خانوں کو بھرنے کی تلقین کرنا لازمی سمجھے ہوئے ہیں مجھ کو اس وقت ضرورت نہیں - کہ ان عداوتوں کی عملی صورتوں کی تشریح کروں ؎

۶

سیاسی مجتہدین کی حالت ہمارے سلسلہ کے لئے سب سے زیادہ خطرناک ہے - اس لئے کہ وہ اس کو اپنی راہ میں ایک زبردست روک یقین کرتے ہیں - مسلم سیاسی مسئلہ خلافت میں ہم سے برافروختہ ہیں - کہ ہم سلطان روم کو خلیفۃ المومنین تسلیم نہیں کرتے - کس قدر افسوس کا مقام ہے - کہ وہ ایک طرف آزادی رائے - حریت اور مساوات کی تعلیم دیتے ہیں - لیکن ایک شخص جب اپنا عقیدہ خلافت کے متعلق یہ ظاہر کرتا ہے - تو اسے کشتنی اور گردن زدنی قرار دیا جاتا ہے - بحالیکہ وہ ترکی سلطنت کے اسلامی سلطنت کی حیثیت میں بقاو استحکام کا اسی سے کم خواہشمند اور موید نہیں جسقدر وہ - ان لیڈروں کے اخلاص وصداقت کے امتحان کا یہ بہترین موقع ہے - ہنود خلافت کے عقیدہ کے قائل نہیں - اس لئے کہ دوسرے سے اسلام ہی سے الگ اور جدا ہیں - لیکن ان کے ساتھ وہ اتفاق کر سکتے ہیں محض اس کہنے پر کہ انہیں مسئلہ خلافت کے حل میں ان سے ہمدردی ہے - لیکن احمدی جماعت سے وہ مطمئن نہیں ہو سکتے - تلک اذاً قسمۃ ضیزی

احمدی جماعت کی صداقت پسندی کی انہیں قدر کرنی چاہیئے تھی - وہ گورنمنٹ کو خان بہادروں اور رائے بہادروں کی باتیں سننے سے منع کرتے ہیں - اس لئے کہ ان کے عقیدہ سیاسی کے موافق وہ منافق ہیں - اور کھری کھری اور صحیح باتیں وہ بیان نہیں کرتے - لیکن ایک احمدی جب انہیں اپنے عقیدہ صحیحہ سے ایسی آزادی کیساتھ (جس کو وہ اپنا پیدائشی حق بتاتے ہیں -) اطلاع دیتا ہے تو اس پر وہ مطمئن نہیں ہونا چاہتے - اس کے معنے دوسرے الفاظ میں بجز اس کے کچھ نہیں -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ جو کچھ وہ کہیں اسے تسلیم کر لیا جاوے اگر ملک میں یہی حقیقت اور صداقت اس سوراج کے ذریعہ پیدا ہو گی۔ جس کا مطالبہ ہے۔ تو یاد رکھو اس سے بدتر کوئی چیز نہ ہو گی مجھے سوراج کی ضرورت یا حقیقت پر بحث اس وقت مقصود نہیں۔ اور نہ اس کی نوعیت پر ریمارک کرنا ہے۔ بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ یہ سیاسی لیڈر بھی محض اس وجہ سے کہ ان کے نقطۂ خیال سے ہم موجودہ سیاسی ہل چل میں ان کے ساتھ نہیں۔ ہم سے خوش نہیں بلکہ دشمن ہیں۔ ایسی حالت میں احمدی جماعت ایک نرغہ میں ہے

۷

ان حالات میں ہمیں جس قدر استقلال ہمت اور حوصلہ کی ضرورت ہے۔ وہ ایک ظاہر امر ہے۔ . . . . کو . . . . خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ ہم کو بہ شعور اور بصیرۃ ہو کر فتح اسلام ہمارے ہی ہاتھ پر مقدر ہے۔ ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے اغراض میں مشرق اور مغرب کا فرق ہو گیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ ہماری حکومت ہو۔ خواہ اسلام کی قربانی بھی دینی پڑے۔ برخلاف اس کے ہماری غایت و مقصود یہ ہے کہ حقیقت اسلام نمایاں ہو خواہ حکومت بھی قربان ہو اگر مسلمانوں میں اسلام کی عملی روح پیدا ہو جاوے۔ اگر وہ اشاعت اسلام کے مقدس فرض کو مقدم کر لیں اور دین پر دنیا کو مقدم کرنے کا عہد کر لیں۔ تو دنیا کی حکومتیں ان کی ہی ہو سکتی ہیں۔ لیکن اگر دنیا کی حکومت ان کو مل جاوے اور اسلام کی روح ان میں باقی نہ رہے (خدا نہ کرے ایسا ہو) تو اس حکومت کی قیمت کچھ بھی نہیں۔

۸

مجھ کو یاد ہے۔ کہ وہاں میں جب ہمارے لیکچروں کا انتظام راما تھیٹر میں ہوا۔ تو اس وقت مسٹر بوزنگ صاحب (جو آج کل غالباً لاہور کے محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی میں سپرنٹنڈنٹ ہیں) وہاں سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے۔ بعض انتظامی اور حفاظتی [illegible] اور اغراض کے لئے مجھ کو ان سے بعض [illegible] کے ہمراہ ملاقات کا موقعہ ملا۔ اثنائے گفتگو میں ایجی ٹیٹروں کا ذکر ہوا۔ اس موقعہ پر ان سے کہا گیا۔ کہ انسانی جذبات کا انکار کرنا اپنے آپ اور آپ کو مغالطہ میں رکھنا ہے۔ انسان لاانتہا ترقیات کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور وہ ہر قسم کی انتہائی خواہشات اور جذبات کا مرکز ہے۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ بادشاہ بن جاؤں۔ اور ایسی خواہش قانوناً یا مذہباً جائز نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہر چیز کے حصول کے طریق سے با برا بنا دیتے ہیں یا مستحق۔ ایک شخص دولت مند ہونا چاہتا ہے آپ اس کو روک نہیں سکتے۔ ایسی خواہش تعزیرات ہند کی کسی دفعہ کے نیچے منع نہیں۔ لیکن اگر وہ دوسروں کو لوٹ کر دھوکہ دے کر قتل کر کے ان کی دولت کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو آپ اس کو ضرور گرفتار کریں گے قانون اس کو ضرور سزا دے گا۔ اسی طرح اگر ایک شخص بادشاہ بننا چاہتا ہے۔ مگر اس طریق پر کہ حکومت سے لوگوں کو بدظن کرے اور بغاوت پھیلاوے تو مذہب اور قانون دونوں اس کے دشمن ہیں۔ کیونکہ مذہب اور قانون نے بغاوت کو جرم قرار دیا ہے۔ لیکن میں جس طریق پر چاہتا ہوں کہ بادشاہ بن جاؤں۔ آپ کا قانون اس میں مداخلت نہیں کر سکتا۔

مسٹر بوزنگ نے نہایت سنجیدگی اور غور سے سوال کیا۔ کہ وہ کیا طریق ہے؟

جس پر کہا گیا۔ کہ ہمارا طریق یہ ہے۔ کہ ہم اشاعت اسلام کریں اور برطانیہ کو مسلمان بنا لیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس جب تمام انگلستان اور ہمارے ملک معظم مسلمان ہو جائیں گے۔ تو یہی برٹش گورنمنٹ اسلامی حکومت ہو گی۔ اب آپ فرمادیں ہم آپ کو اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ شاہی خاندان کو تبلیغ کرتے ہیں۔ قیصرہ وکٹوریہ کو ہمارے امام نے مکتوبات لکھے۔ اور انہوں نے نہایت عزت و احترام سے ان رسایل کو لیا۔ کیا اس تبلیغ کو آپ کسی قانونی دفعہ کے نیچے روک سکتے ہیں؟ پس ہمارا سلطنت حاصل کرنے کا طریق یہ ہے۔ کہ

آپ کو اور آپ کی قوم کو مسلمان بنا لیا جاوے

اس تقریر سے مسٹر لوزنگ پر خاص اثر ہوا۔ اور نہایت کشادہ پیشانی اور اعلیٰ اخلاق سے انہوں نے ان باتوں کو سن کر کہا۔ کہ بے شک یہ نہایت امن کا طریق ہے۔ اور ہر شخص کو حق حاصل ہے۔ کہ اپنے مذہب کی معقول تبلیغ کرے۔ اس میں کوئی مداخلت نہیں ہو سکتی ؛

۹

یہ واقعہ میں نے محض اس غرض سے پیش کیا ہے۔ کہ اشاعت اسلام ایک ایسا عظیم الشان مقصد ہے۔ کہ دنیا کی حکومتیں اس کے سامنے چیز نہیں۔ مسلمان اگر اشاعت اسلام کے کام کو مقدم کر لیں اور دنیا میں اسلام کی صداقت کو عملی رنگ میں پھیلا دیں۔ تو دنیا کی حکومت کو وہ اسلامی حکومت بنا سکتے ہیں۔ مگر آج وہ ایک اسلامی حکومت کے لئے ماتم کرنا اس سے زیادہ ضروری سمجھتے ہیں کہ — مسلمانوں کی حالت پر آنسو بہائیں

پس اس اختلاف مقاصد کی وجہ سے سیاسی تحریک کے لیڈر اور رہنما ہمارے ساتھ باوجود دعوی آزادی رائے ہمدردی نہیں کر سکتے۔ اور ہم اپنے آپ کو مشکلات کے اس نرغہ میں پاتے ہیں

۱۰

ایسی حالت میں ہمارے لئے چارہ کار اور طریق عمل کیا ہے؟

اندریں وقت مصیبت چارہ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

خدا تعالےٰ کے حضور گر جانا اور اپنے اندر ایک ایسی تبدیلی کر لینا (جو ابدال کی شان ہے۔) ہی ایک علاج ہے جو اس مصیبت سے ساحل کامرانی پر پہنچا دے گا۔ اور یقیناً یقیناً یہ مصائب ہی ہمارے لئے مدرک الحلاوت۔ اور محسوس اللذت ہو جائیں گی۔ یہ ایک امتحان ہے۔ جو ہمارے سامنے ہے۔ دنیا اور اس کے پرستار دنیا کی حکومت کی طرف تم کو بلاتے ہیں اور اسلام تمہیں اس چیز کی طرف بلاتا ہے۔ جس کی لذت اور اسرار ابدی اور جس کی عزت اور جلال دائمی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس نور اور ہدایت کی اشاعت کے لئے مامور ہوئے تھے۔ اور جو مقصد عظیم آپ نے تمہارے سامنے رکھا ہے۔ اس کو تم نے آفاق میں پونچانا ہے۔ اس کے لئے تمہیں جو قربانی بھی کرنی پڑے۔ اس کے واسطے طیار رہنا چاہیئے ؛

اشاعت اسلام کے مقصد کو مسلمانوں نے چھوڑ دیا ہے۔ ان کی تمام تر ہمت اور سعی ٹرکی حکومت کے حفظ و قیام کے لئے صرف ہو رہی ہے۔ اور وہ چیز جو ٹرکی حکومت کا وارث بنا دینے والی ہوئی تھی ایک یتیم کی طرح چھوڑ دی گئی ہے۔ پس تم اس کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔ کہ تم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے ؛

اس وقت ضرورت ہے۔ کہ تمہارے سلسلے نے جو تبلیغ کے مرکز مختلف ممالک میں قایم کئے ہیں۔ ان کو زبردست بنا دو۔ جس قدر قوت اور استحکام ان مرکزوں میں تم پیدا کر دو گے۔ اسی قدر تمہاری تبلیغ و اشاعت اور قوۃ کا دائرہ وسیع ہو جائے گا۔ دنیا میں حق کی قبولیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے ایک جوش ہے۔ اور تم نے دیکھ لیا ہے۔ کہ مغربی قومیں نیازمندی کے ساتھ اس طرف آرہی ہیں اگر اس وقت ہم نے غفلت کی۔ اور ادہر ادہر کی آوازوں میں مصروف ہوگئے۔ تو مقصد سے دور ہو جائیں گے۔ مقصد نہایت عظیم ہے۔ اس لئے اس واسطے قربانیاں بھی بہت بڑی مطلوب ہیں۔ اور یہ قربانیاں حقیقت میں نہایت آسان نہیں۔ کیونکہ محض چند سکوں سے یہ کام لیا جا سکتا ہے۔

بہت بڑی ضرورت اس وقت اموال کی قربانی کی ہے جس قدر زیادہ مبلّغ ان ممالک میں بھیجے جا سکتے ہیں۔ بھیج دیئے جاویں اور دنیا کا کوئی قطعہ اور طبقہ باقی نہ رہے۔ کہ احمدیت کا مبلّغ وہاں نہو۔ اور یہ وہ دل اور روح لے کر نکلیں۔ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ کی طرح اشاعت حق کے لئے ان کا قدم مضبوط ہو۔ اور دنیا کی کوئی چیز کوئی تکلیف کوئی لالچ اس مقام صدق سے ان کو جنبش نہ دے سکے جب اس قوت اخلاص اور عزم صمیم کو لے کر یہ مجاہدین اسلام نکلیں گے۔ تو یاد رکھو۔ کہ وہ وقت آجائے گا کہ وہ وعدہ الٰہی پوری شان اور شوکت سے پورا ہو۔ جو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کی زبان پر کیا گیا ہے۔ کہ

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے

ایک نادان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت اور اولاد سے محبت میں آثار پرستی کی بو آتی ہے۔ جو اس کے حمق و جہالت کا نشان ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو مقدر کیا ہے۔ کہ اس محی الاسلام کے کپڑوں سے بھی برکت ڈھونڈی جاوے۔ اور وہ وقت دور نہیں۔ بلکہ قریب ہیں۔ کہ بادشاہ کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ معلوم نہیں آثار پرستی کا معترض اس وقت کس ناکامی کی قبر میں سوتا ہوگا۔

بہر حال

اے خدا کی برگزیدہ جماعت! اپنے عمل اور کام سے ثابت کر دے۔ کہ تو ہی وہ جماعت ہے۔ جو صحابہ کی طرح صدق اور اخلاص کے ساتھ اسلام کو آفاق میں پہونچانے کے لئے اس عہد میں مخصوص کی گئی ہے۔

رشوت ستانی کی تحقیقاتی کمیٹی کے توجہ طلب

پنجاب گورنمنٹ نے رشوت کے انسداد کی غرض سے ایک تحقیقاتی کمیٹی قایم کی ہے۔ جس کے صدر مسٹر کنگ۔ فنانشل کمشنر پنجاب ہیں۔ یہ کمیٹی ۸ ستمبر ۱۹۲۱ء سے بمقام شملہ اپنا کام آغاز کر چکی ہے۔ رشوت ستانی کا انسداد ایک بہترین نعمت ہے۔ جو انصاف کے حصول کے لئے ضروری اور رعایا کی آسایش کے لئے لازمی ہے۔ ایڈیٹر الحکم کو مسٹر کنگ سے اس وقت سے نیاز حاصل ہے جب کہ وہ ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ مجھ کو اس صداقت کے ظاہر کرنے میں خوشی ہے۔ کہ مسٹر کنگ جن ایام میں گورداسپور میں تھے۔ ان کی توجہ انسداد رشوت ستانی کی طرف بہت تھی۔ اور اس بارہ میں انہوں نے ایڈیٹر الحکم سے بھی ایک لمبی گفتگو کی تھی۔ سابق لفٹننٹ گورنر سر اوڈوائر کے عہد میں انسداد رشوت ستانی کی طرف خاص توجہ رہی۔ اور بعض رشوت ستان عہدہ دار بلا لحاظ مذہب و قوم اپنے کیفر کردار کو پہونچے۔ ان ایام میں جب کہ ضلع گورداسپور کے ایک عہدہ دار کے خلاف سی۔ آئی۔ ڈی کے عہدہ دار اپنی تفتیش کر رہے تھے۔ مجھ کو بعض انسدادی تدابیر کے اظہار کا موقعہ ملا تھا۔ اب جب کہ انسداد رشوت ستانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی کسی کارروائی شروع ہوگئی ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ پبلک کی بھلائی اور گورنمنٹ کی مدد کے لئے ضروری حالات کا اظہار کردوں۔

رشوت ستانی کے لئے بعض محکمے خصوصیت سے بدنام ہیں۔ بحالیکہ بعض دوسرے محکموں کی نسبت ان میں رشوت ستانی بہت ہی کم ہے۔ ان میں سے ایک محکمہ پولیس ہے۔ جو سب سے زیادہ بدنام ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ بعض دوسرے محکمہ جات میں کھلے بندوں ایسے طور پر رشوت لی جاتی ہے۔ کہ کوئی نہ تو اسے رشوت قرار دیتا ہے۔ نہ اس کے متعلق کبھی خیال بھی کیا جاتا ہے۔ میں نے اس حقیقت کا اظہار اس وقت مسٹر کنگ سے بھی کیا تھا۔ مالیہ جو ایک جائز سرکاری مطالبہ ہے۔ اس کے ادا کرنے کے لئے نمبرداروں کو تحصیل میں جانا پڑتا ہے۔ اور جب تک وہ عملہ خزانہ کو کم از کم ایک روپیہ ہر فصل پر ادا نہ کریں نمبرداروں کو آسانی سے سرکاری رقم بھی داخل کرنے کا موقعہ نہیں مل سکتا۔ چنانچہ ہر نمبردار بالاوسط دو روپیہ سالانہ اس مقصد کے لئے ادا کرتا ہے۔ میں نے سرسری اندازہ سے لگایا تھا۔ کہ اگر ضلع گورداسپور کے کل نمبرداروں کی تعداد آٹھ ہزار قرار دی جاوے۔ تو سالانہ سولہ ہزار کی رقم روز روشن میں وصول کی جاتی ہے۔ اور کوئی اس کا پرسان حال نہیں۔ کل پنجاب کے دیہات کی تعداد اور نمبرداروں کی تعداد کا اندازہ صحیح سرکاری کاغذات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور اس حقیقت کو کوئی چھپا نہیں سکتا۔ کہ نمبرداروں کو یہ بار لازماً اٹھانا پڑتا ہے۔ اب اگر اسی رشوت ستانی کا پولیس کے بدنام محکمہ سے مقابلہ کر لیا جاوے۔ تو کچھ نسبت ہی نہیں۔ مجھے کبھی یہ اعتراف نہیں کہ محکمہ پولیس میں رشوت نہیں لی جاتی۔ مگر یہ صحیح نہیں کہ سب سے زیادہ رشوت اسی محکمہ میں لی جاتی ہے۔ پھر نمبرداروں کے پاس ایک رقم جمع کی ہوتی ہے۔ جس کے اغراض و مقاصد بعض قابل رحم انسانوں کی وقتی امداد ہوتی ہے۔ لیکن یہ بھی ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ کہ وہ رقم بیشتر حکام کے دوروں کی تقریب پر ان کی خاطر تواضع اور ضروریات کی نذر ہو جاتی ہے۔ میں نے ایسے عہدہ دار دیکھے ہیں۔ جو ملبہ کی رقم سے نمبرداروں کو پاپا تانگہ خرید کر بھیجنے کی بھی ہدایت کر سکتے ہیں۔

پس اگر ملبہ پنجاب کی مجموعی رقم دیکھی جاوے۔ تو وہ ہزاروں سے متجاوز ہو کر لاکھوں تک پہنچے گی۔ اور یہ ساری کی ساری رقم اگر کسی بہترین کام پر خرچ ہو۔ تو ایک مفید رقم بن سکتی ہے۔ مگر جس طریق پر یہ خرچ ہوتی ہے۔ وہ نہ صرف ان اغراض کے منافی ہے۔ جو ملبہ کی رقوم کے لئے وضع ہوئی تھیں۔ بلکہ میرے نزدیک وہ کھلی کھلی رشوت ہے۔ اس تمام رقم کو دیکھا جاوے۔ تو پنجاب کے محکمہ پولیس کی بدنام رشوت ستانی سے اسے بہت کم نسبت ہوگی۔ مجھ پر پولیس کی حمایت کا الزام لگایا جاوے گا۔ مگر یہ میری نیت پر حملہ ہوگا۔ کیونکہ جو کچھ ظاہر کرتا ہوں۔ وہ ایک اصولی بحث ہے۔

اسی طرح پر محکمہ مال میں پٹواریوں کا ایک عملہ ہے زمینداروں کے ساتھ ان کا تعلق جس قدر ضروری اور لازمی ہے۔ وہ ظاہر امر ہے۔ بعض کاموں کے لئے سرکاری طور پر ان کی اجرتیں مقرر ہیں۔ لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ فردوں کے دینے کی اجرت وہ اسی پیمانہ سے وصول کرتے ہیں۔ جو سرکار سے مقرر ہے۔ اور کیا کوئی صحیح طریق اس کے اندازہ کا ہے۔ کہ کس قدر روپیہ زمینداروں کی جیب سے اس مقصد سے نکلتا ہے؟ اور کیا اس کو رشوت قرار دیا جاتا ہے۔ پھر اسی محکمہ کے اوپر تک چلے جائیے۔ تو عجیب عجیب کیفیتیں معلوم ہونگی؛

پھر محکمہ آبپاشی انہار کی طرف توجہ کیجئے۔ مجھ کو خود اس محکمہ میں اپنی ملازمت کے آغاز کا تجربہ ہوا ہے۔ اور محض رشوت ستانی سے بیزاری نے مجھ کو ملازمت کا

زریں عہد چھوڑنا پڑا تھا ٭

تعمیرات اور پبلک ورکس کے محکموں کو دیکھا جائے۔ ٹھیکہ داروں سے کس طریق پر روپیہ مقررہ شرحوں سے وصول ہوتا ہے۔ اور اس کی مجموعی مالیت کا اندازہ بآسانی سے ہو سکتا ہے۔ جب کہ ایک سال کے تعمیرات کا اندازہ کر لیا جاوے۔

پس تحقیقاتی کمیٹی کے فرائض میں یہ بات یقیناً داخل ہوگی۔ کہ وہ ہر محکمہ کے متعلق رشوت ستانی کے ذرائع اور اسباب پر خوب غور کرے۔ اور پھر انسداد کی تدابیر کو پیش کرے۔ یہ موقعہ ہے۔ کہ پبلک نہایت حوصلہ اور آزادی کے ساتھ گورنمنٹ کی اس کمیٹی کو واقعات اور صحیح حالات سے آگاہ کرے۔ تاکہ ملک سے اس قاطع رحم و انصاف رسم کا استیصال ہو جاوے۔ جو انسان کے اعلےٰ اخلاق کو تپ دق کی طرح اندر ہی اندر برباد کر رہی ہے۔

الحکم کے مقاصد اور اغراض محض مذہبی نہیں اور رشوت کا لینا اور دینا مذہباً بھی جرم ہے۔ اس لئے مختصر طور پر ان خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ انسدادی تدابیر کے متعلق کسی دوسری اشاعت میں مختصر ذکر کیا جائے گا۔ وباللّٰہ التوفیق

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی قرآن دانی کا انکشاف

اہلحدیث مورخہ ۲۳ ستمبر کے پرچہ میں مولوی ثناء اللہ نے "تین لکیریں" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں خلاف معمول ہماری اس رائے کی تائید اور تصدیق کی ہے۔ کہ مسجد خیر الدین امرتسر میں جن غیر احمدیوں نے ایک احمدی مسافر کو نماز پڑھنے کے جرم میں نہ صرف روکا بلکہ ہر طرح جنگ کرنے کی کوشش کی۔ کہ انہوں نے واقعی کفار عرب والا کام کیا۔ یعنی جو سلوک کفار عرب صحابہ کے ساتھ کرتے تھے۔ وہی سلوک ان غیر احمدیوں نے احمدیوں کے ساتھ کر کے کفار عرب سے پوری مشابہت پیدا کر لی ؎

والفضل ما شہدت بہ الاعداءُ۔ مولوی صاحب موصوف نے ساری عمر میں آج ایک بات حق کی کہی اور ممکن ہے۔ کہ اس کلمۂ حق کے طفیل ان کو اپنے امرتسری دوستوں سے کچھ برداشت بھی کرنا پڑے ؎

این کار از تو آید و مردان چنیں کنند

مگر آگے چل کر مولوی صاحب موصوف کو ایک مشکل پیش آئی ہے۔ کہ اس مضمون کے لکھتے لکھتے کسی قرآن سے مطلق ناواقف اور جاہل انسان نے مولوی صاحب کے سامنے ایک ایسا عقدہ لاینحل رکھ دیا۔ جس نے مولوی صاحب موصوف کو بالکل ساکت کر دیا۔ "یعنی اس نے کہا۔ کہ ہم جب قادیان میں مسلمانوں کے جلسہ پر گئے تھے۔ تو ہم کو انہوں نے مسجد کلاں میں گھسنے نہیں دیا تھا۔ اس لئے ہم نے بھی اس آیت پر عمل کیا۔ اخرجوھم من حیث اخرجوکم یعنی فرمایا۔ جہاں سے تم کو مخالفوں نے نکالا ہے۔ تم وہاں سے ان کو نکال دو۔ انہوں نے ہم کو اپنی مسجد سے نکالا۔ ہم ان کو اپنی مسجد سے نکالینگے" (اہلحدیث)

اس جواب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو بالکل ساکت کر دیا۔ اس سکوت کے دو ہی سبب ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ مولوی صاحب نے جانتے بوجھتے اس ناواقف قرآن کو تسلی بخش جواب نہیں دیا۔ گویا حق پوشی سے کام لیا۔ یا اگر بدظنی سے کام لیا جاوے۔ تو یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب کو باوجود اس قدر طول طویل "تفسیر" لکھنے کے اور برسوں سے قرآن و حدیث کا درس دینے کے اور ہزاروں صفحات اخبار کے سیاہ کرنے کے ان کو قرآن کریم کی یہ آیات یاد نہ آئیں۔ ولا یجرمنکم شنان قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا وتعاونوا علی البر والتقوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی فرمایا۔ کسی ایسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے۔ جنہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا۔ کہ تم ان پر زیادتی کرو۔ بلکہ نیکی اور تقویٰ میں اعانت کرو۔"

اب آپ خود انصاف سے دیکھیں۔ کہ آیا اس پارٹی والوں نے جن کے نادان رکن نے آپ کے پاس خواہ مخواہ بیہودہ اعتراض کر کے آپ کو ساکت کر دیا۔ اس فرمان الہٰی کے خلاف کیا یا نہیں۔ علاوہ ازیں آپ خود بھی قادیان میں تشریف لائے تھے۔ پہلے بھی دو ایک مرتبہ تشریف لائے۔ کبھی کسی کو مسجدوں سے روکا گیا ہے۔ یا بدوں اس موقعہ جلسہ کے کبھی کسی اور وقت یا آج کل کسی غیر احمدی کو ہم اپنے محلوں یا مسجدوں سے روکتے ہیں۔ ایک حلفیہ شہادت تو پیش کرو۔ بلکہ اسی مسجد کلاں میں غیر احمدی پانی بھرتے وضو کرتے اور نمازیں پڑھتے روزمرہ دکھائی دیتے ہیں۔ کسی شخص کو بھی نہیں روکا جاتا اگر ہمارا مقدس سلسلہ اس سیرت کفار کو جائز سمجھتا۔ تو کیا چار سال پیشتر جب آپ قادیان میں تشریف لائے تھے۔ اور آپ کو مدرسہ احمدیہ میں تمام علماء سے باقاعدہ ایک کمرہ میں انٹروڈیوس نہیں کرایا گیا تھا۔ اس وقت اگر ہم چاہتے تو ایسے انسان کو جس کو صریح طور پر حق اور راستی کا دشمن اور بدزبان یقین رکھتے ہیں۔ تین لکیریں چھوڑ بیسیوں لکیریں نکلوا کر اس کی ناک کو ایسا رگڑتے۔ کہ تا مرگ اس کا نشان قایم رہتا۔ مگر آپ نے اور اہالیان قادیان نے بچشم خود دیکھا۔ کہ ہم نے اپنے شرافت اور صداقت اور وسیع حوصلگی کا کس قدر ثبوت دیا۔ اور کس طرح ہم خاطر و مدارات اور حسن سلوک سے پیش آئے۔ اگر کوئی شرم والا ہو۔ تو پھر سامنے آنکھ بھی نہ اٹھائے۔

ہاں اس دفعہ غیر احمدیوں کے جلسہ پر چونکہ مشہور تھا کہ اب کے دفعہ دشمنان سلسلہ احمدیہ کے ارادے بخیر نہیں اور فتنہ و شر کا اندیشہ اور احتمال ہے۔ اس لئے بطور حفاظت اور بطور مدافعت ہم نے صرف اپنے محلوں اور مقبوضات اور اپنے مقدس مقامات کے لئے احتیاطاً انتظام کیا مگر غیر احمدیوں کے راستوں اور جلسہ میں کسی طرح بھی مزاحم نہیں ہوئے۔ بلکہ ہماری کوشش اور طیاری محض خود حفاظتی میں صرف ہوئی۔ ہاں اگر اس قسم کے فتنہ و فساد کا احتمال نہ ہوتا۔ تو مثل سابق علمائے دیوبند اور دیگر مولوی صاحبان کی خاص طور پر خاطر و مدارات کی جاتی۔ ہمارا اصول ہے۔ کہ ہمارا خطرناک سے خطرناک دشمن بھی ہمارے گھر آ جائے۔ تو ہم اسوقت اپنے غصہ کو دبا لیتے ہیں۔ اور اگر اس وقت بھی کوئی رنج دہ حرکت اس سے سرزد ہو۔ تو ہم چشم پوشی سے کام لیتے ہیں۔ خیر یہ تو جواب ہوا اس ناواقف قرآن رکن کیلئے۔ مگر آگے چلکر خدا جانے خود مولوی صاحب کو کیا ہو گیا۔ کہ آپ نے صحابہ کرام کے صفات بیان کرتے ہوئے ایک صحابی حضرت خبیب رضؓ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ انہوں نے قتل تک کی پرواہ نہ کی ادھر مرزا صاحب کے صحابی ہیں۔ جنہوں نے تین لکیریں نکالیں۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو حضرت عمار بن یاسرؓ کا واقعہ یاد رہتا۔ جنہوں نے کلمہ کفر کہکر جان بچائی تو پھر اس قسم کا اعتراض مولوی صاحب کے قلم سے نہ نکلتا۔ کلمہ کفر کہکر جان بچانیوالے اگر صحابی اور مقدس صحابی کہلا سکتے ہیں تو تین لکیریں ڈالنے والے تو اس سے بدرجہا بہتر صحابی کہلانے کے مستحق ہیں۔ تین لکیریں نکالنے کی حد تو اپنی جان اور حفاظت تک ہے۔ مگر کلمہ کفر کہنا خدا اور رسول (جن پر ہماری جان و مال اور آبرو سب قربان ہیں) کی ہتک اور توہین اور بے ادبی ہے۔ جب اس قدر کبیرہ جان بچانے کیلئے جائز ہے۔ تو یہ تین لکیریں ڈالنا کیا حقیقت رکھتا ہے۔ حضرت خبیب رضؓ کی مثال لینا چاہو تو یہاں بھی خدا نے مولوی عبداللطیف صاحب و مولوی عبدالرحمٰن صاحب کابلی شہداء کے وجود میں دکھا دی ہیں۔ فتدبر

خاکسار محمد فخرالدین ملتانی۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسداد گرانی اور حکومت پنجاب

حکومت کا نیا اعلان

حکومت پنجاب نے ایک طول طویل اعلان شایع کیا کہ گرانی اشیاء خوردنی جو اگست میں شروع ہوئی ہے اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ سنہ ۱۹۲۰ء میں فصل خریف اچھی نہیں ہوئی۔ اور اکثر لوگ جو خریف کے اناج کو موسم سرما میں کھاتے تھے اب کھا رہے ہیں۔ فصل ربیع سنہ ۱۹۲۱ء خراب تھی۔ اور ہندوستان کی مجموعی معمولی سے ۲۵ فی صدی کم تھی۔ اس لئے اناج میں کمی واقع ہوئی۔ اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ خوراک کے عظیم الشان ذخایر موجود نہیں ہیں بلکہ اس سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ معمولی سے کم ہیں۔ اور آیندہ فصل ربیع تک احتیاط سے خرچ کرنا چاہیئے۔ لیکن اگرچہ ذخایر بھی معمول سے کسی قدر کم ہیں۔ مگر موجودہ گرانی بعض مصنوعی اور عارضی اسباب سے پیدا ہوتی ہے۔

ناظم سررشتہ زراعت کی ذاتی تحقیقات سے معلوم کیا ہے۔ کہ کراچی میں کوئی ذخیرہ خوراک موجود نہیں ہے۔ جو واپس پنجاب لایا جاسکے۔ گیہوں کے دو بڑے سوداگر آسٹریلیا سے تحقیقات کر رہے ہیں۔ تاکہ اطلاع شایع کریں جس سے پنجابی کارخانوں کے مالک اور سوداگر آسٹریلیا کے سوداگروں سے براہ راست خرید سکیں۔ جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا ہے۔ فوج کے واسطے جہاں تک ہو سکے گا۔ باہر سے گیہوں منگوایا جائے گا۔

پنجاب اور ہمسایہ صوبوں میں موجودہ فصلیں اچھی حالت میں ہیں۔ محکمہ زراعت پنجاب کا افسر جو صوبجات متحدہ میں اس لئے دورہ کر رہا ہے۔ کہ دیکھے کہ کہاں سے اناج خریدا جا سکتا ہے۔ موجودہ فصل کو قابل تعریف بتاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ اس صوبہ میں بے نظیر فصل ہے۔ اور آیندہ فصل کے آثار بھی اچھے ہیں۔ ۴۰ لاکھ تقاوی قرضوں میں خرچ کی جا رہی ہے۔ اور جن بعض مقامات میں ریل کے ذریعہ بونے کے واسطے اناج نہیں جاسکتا۔ وہاں اناج تقسیم کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے اس کام کے لئے اناج بہم پہنچانے کے بارہ میں گورنمنٹ کو لابدی طور پر اس اندیشہ کا خیال رکھنا ہے۔ کہ سرکاری خرید کی خبر سے قیمتیں اور گراں نہ ہو جائیں۔

آسٹریلیا کی گندم بونے کے لئے مفید نہ ہوگی۔ اس لئے صرف کھانے کے کام آسکتی ہے۔ آنریبل لالہ کشن لال اب ان اضلاع میں دورہ کرنے کا انتظام کر رہے ہیں۔ جن میں وہ اب تک نہیں جاسکے۔

پنجاب میں غلہ کی درآمد برآمد

وزارت زراعت پنجاب کی اطلاع مظہر ہے۔ ہفتہ مختتمہ ۱۷ ستمبر میں صوبجات متحدہ وغیرہ سے ۵۵۰۲۳ من گندم ۴۰۵۱۶۱ من چاول اور دالیں وغیرہ ۴۳۷۷۲ من چاول وغیرہ پنجاب میں لایا گیا۔ اور صوبہ سرحدی وغیرہ کو ۱۳۳۶۹۹ من گندم ۱۳۰۱۲۶ من چنا و دال وغیرہ ۱۶۰۲ من چاول وغیرہ بھیجا گیا۔ مجموعی طور پر درآمد بقدر ۱۰۶۱۰۴ من برآمد سے زیادہ تھی۔

پیر ہفتاد سالہ کی زندہ دلی

ڈیلی نیوز اطلاع دیتا ہے۔ کہ پریذیڈنٹ امریکہ کے والد بزرگوار ڈاکٹر جارج ہارڈنگ جن کی عمر ابھی ماشاء اللہ

۲۷ سال کی ہے۔ ایک ۲۵ سالہ کنواری لڑکی "مس سیورن" کو لے کر فرار ہو گئے۔ اور میچگان میں اس سے عقد کر لیا۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے۔ کہ نو عمر دلہا کو اپنی کم سن معشوقہ سے مناکحت کی اجازت نہ ملی۔ اس لئے ان کو فرار ہو کر ایک پادری کی اعانت کی ضرورت پیش آئی۔ ہم کو یقین ہے کہ ناظرین پیر نابالغ کے اس جوش جوانی پر جس قدر داد اور تحسین کی نظر ڈالیں گے۔ اس سے زیادہ وہ "دوشیزہ" مس کو ان کی خوبی قسمت پر مبارکباد دینگے کہ ۲۵ سال کی صبر و قناعت کے بعد ان کو ایسا رنگیلا اور ممتاز شوہر نصیب ہوا۔

گزشتہ اور موجودہ زمانہ کے قحط

ان حضرات نے یہ الزام بھی گورنمنٹ کے سر تھوپا کہ ہر مقام پر ہزاروں آدمیوں کو فقط ایک وقت روٹی ملتی ہے اور بہت سے فاقہ کرتے ہیں۔ اور گورنمنٹ ان کے واسطے کچھ نہیں کرتی۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ قحط زدوں کی امداد کے لئے جس قدر تدابیر کہ موجودہ گورنمنٹ عمل میں لاتی ہے۔ ہندوستان کی کسی سابق گورنمنٹ نے اس قدر نہیں کیا۔ پہلے زمانہ میں قحط کے دنوں میں ہر قصبہ اور شہر میں ہزاروں کنگلے بھیک مانگتے پھرتے تھے۔ فاقوں کے مارے لوگوں کی صورتیں مسخ ہو جاتی تھیں۔ بہتیرے آدمی اپنے بچوں کو بیچ ڈالتے تھے۔ بھوک سے ہزاروں جانیں تلف ہوتی تھیں اور مرنے والوں کی لاشیں گلی کوچوں اور سڑکوں پر پڑی ملتی تھیں۔ مگر اب باوجود اس قدر گرانی کے اس قسم کے ہولناک منظر نظر نہیں آتے۔ گورنمنٹ انتہائی امدادی کام شروع کرتی ہے۔ مگر کام کرنے والے دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے ان کو بند کرنا پڑتا ہے۔

بے اصول اور مضر سودیشی تحریک

مسٹر گاندھی اور ان کے رفقا لوگوں کو اس بات کی تلقین کرتے ہیں۔ کہ سستا اور عمدہ بدیسی کپڑا چھوڑ کر مہنگا اور بھدہ دیسی کپڑا استعمال کریں۔ اور عارضی جوش کی حالت میں کچھ عرصہ کے لئے بعض لوگ ان کی نصیحت پر عمل کرینگے۔ مگر اس قسم کا جوش دیرپا نہیں ہوتا۔ اور جس تحریک میں کہ پائدار جان نہ ہو وہ مصنوعی طاقت سے بہت عرصہ تک کامیاب نہیں رہ سکتی۔ مسٹر گاندھی اور ان کے حواریوں کو مناسب تھا۔ کہ تلک سوراج فنڈ جو ملک میں ابتری پیدا کرنے والوں کے روزینہ میں خرچ ہوتا ہے۔ اس سے وہ ہندوستانی طلباء کو صنعت و حرفت سیکھنے کے واسطے ممالک غیر میں بھیجتے اور کوشش کرتے کہ جو لوگ اس قسم کی تعلیم حاصل کر کے آئیں۔ ان کے واسطے اس ملک میں صنعت و حرفت کے کارخانے قائم ہوں۔ اور جب ہندوستان میں اس قسم کی اشیاء طیار ہونے لگیں۔ جو ممالک غیر سے آتی ہیں۔ تو بدیشی اشیاء کا خود بخود بائیکاٹ ہو جاتا۔ مگر مسٹر گاندھی خلاف فطرت انسانی لوگوں کو ابتدائی حالت میں لوٹانا چاہتے ہیں۔ وہ قوم آریہ کی ابتدائی سادہ زندگی جو وہ دریائے سرستی کے کناروں پر ست جگ میں بسر کرتے تھے اب کل جگ میں رائج کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کی خواہش ہے۔ کہ ابتدائے آفرینش کی طرح سے کل عورتیں چرخہ کاتیں بلکہ مرد بھی اس کام میں اُن کا ہاتھ بٹائیں۔ گو اس چرخہ زنی کی مزدوری ان کو کتنی ہی کم ملے۔ چرخہ سے کاتتے ہوئے سوت کو ہندوستانی جولاہے اُسی کرگہ میں بنیں۔ جو راجہ رام چندر جی کے پاک عہد میں مستعمل تھا۔ اور جو بستر (کپڑا) کہ اس طرح پر تیار ہو۔ اُس کے ایک حصہ سے ستر عورت کریں اور بوقت ضرورت دوسرے حصہ سے بدن کا اوپر کا حصہ ڈھانک لیں۔ وہ پتوں کی قدرتی تھالیوں میں بھوجن کریں بہتے ہوئے چشموں کا پوتر جل چلوؤں سے پئیں اور پیپل اور بڑ کی ہوادار بارہ دریوں میں رہیں۔ ہم کو بھی ست جگ کی یہ سادہ زندگی بہت عمدہ ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ست جگ کو واپس لانا ناموافق ہے۔